حصولِ علم کے مقاصد اور آداب!

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

ضبط وترتیب: محمد عبداللہ بن عبدالباسط

''۹؍ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۱۵ء کو جامعہ کے سہ ماہی امتحان میں ممتاز نمبرات کے ساتھ کامیاب طلبہ کے لیے انعامات کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی، جس میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مفصل بیان فرمایا۔ جامعہ کے ایک طالب علم محمد عبداللہ بن عبدالباسط دُرانی (متعلم درجہ ثالثہ) نے اُسے ضبط وترتیب دیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیۂ قارئین ہے۔''

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین،أما بعد:

عزیز طلبہ! سب سے پہلے میں اپنے ان عزیز طلبہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جو سہ ماہی امتحان میں کامیاب ہوئے۔ چاہے ان کی تقدیر کوئی بھی ہو، وہ کامیاب ہیں اور جو رہ گئے ہیں ان کو بھی ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ابھی ان کے لیے دو مرحلے باقی ہیں: ششماہی امتحان کا مرحلہ بھی ہے اور سالانہ امتحان بھی ہونا ہے، ان طلبہ کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں: ''گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔'' مقابلے میں اُتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ آپ کوشش کریں، محنت کریں، ان شاء اللہ! اگلے امتحان میں اچھی پوزیشن بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

دینی تعلیم کا حصول اللہ کی جانب سے انتخاب ہے

اور آپ یہ یاد رکھیں کسی دینی ادارے میں آپ کا داخلہ اور آپ کا اس میں تعلیم حاصل کرنا یہ بہت بڑی کامیابی کی دلیل ہے، یعنی یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے آپ کے بارے میں خیر کا ارادہ کیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ''**من یرد اللّٰہ بہ خیرًا یفقہہ فی الدین**''..... ''اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین میں فقاہت (سمجھ) عطا فرماتے ہیں''.....وحی منقطع ہوچکی ہے، جس کے ذریعہ یقیناً من جانب اللہ غیب سے قانون اترتا تھا، لیکن آپ کے سامنے قرآن کریم موجود ہے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے، ان کے ذریعہ آپ اللہ پاک کی رضا معلوم کرسکتے ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوقات میں سے آپ کا انتخاب فرماکر آپ کو ادھر متوجہ کیا۔

عفت ہے، اتنی پاک دامنی کہ اپنی بیوی کے علاوہ کسی کو د 9 بھی جائز نہیں ہے۔

علم ہی ہماری زندگی کا مقصد ہو

میرے عزیز طلبہ! ہمارا ادب، ہمارے اخلاق ان شاءاللہ! دوسروں پر بھی اثر کریں گے۔آج دنیا میں دنیائے کفر اور ان کے جتنے - ہمارے سروں پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ سارے آپ کے خلاف ہیں، یہ دینی مدرسے ان کی آنکھوں میں کانٹے بنے ہوئے ہیں، ان کا بس چلے تو تالے لگادیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ ناکام بنائے۔(آمین) لہذا ہمیں کوئی موقع ان کو نہیں دینا چاہئے کہ وہ یہ کہہ سکیں: طلبہ ایسے ہوتے ہیں، طلبہ ویسے ہوتے ہیں، ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو علم کے لیے وقف کردینا چاہیے، ہمارا اوڑھنا بچھونا علم ہونا چاہیے۔ مجھے ایک طالب علم یاد ہے، اب وہ اسلام آباد میں ڈاکٹر ہے، جب وہ آیا تو مجھے کہنے لگا کہ میں یہاں آیا تو چار مہینے تک پتہ نہیں تھا کہ جناح صاحب کا مزار کہاں ہے، یعنی اس نے اس مسجد سے باہر قدم تک نہیں رکھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بھئی! آپ چھٹی کے دن کہیں نہ جائیں، چند ساتھیوں کے ساتھ سمندر چلے جائیں، آپ کو پتہ ہی نہیں کہ سمندر ہے کیا بلا، قرآن مجید جب آپ پڑھتے ہیں تو اس میں بحار (سمندر) کا بھی ذکر ہے، ایک مرتبہ جاکے دیکھ لو کہ یہ سمندر ہوتا کیا ہے۔ایک کہاوت ہے نا کہ ایک دفعہ سمندر کی تہہ سے ایک مینڈک چلتی چلتی آئی اور آگے دیکھا کہ ایک کنواں ہے۔اوپر سے جھانکا تو نیچے گر پڑی، اندر ایک اور مینڈک بیٹھی ہوئی تھی، اب اس سے ملاقات ہوئی، بہن! کہاں سے آئی؟ میں سمندر سے آئی ہوں، اس نے کہا سمندر کیا ہوتا ہے؟ بہت پانی ہوتا ہے، بہت پانی ہوتا ہے، چونکہ وہ کنویں کی مینڈک کنویں کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی تو دونوں پاؤں پر کھڑی ہوگئی کہ اتنا پانی ہوتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں بھئی! اس سے بھی بڑا ہوتا ہے، تھوڑی دیر میں اور اوپر ہوگئی کہ اتنا ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگی: نہیں اس سے بھی زیادہ بڑا ہوتا ہے، کرتے کرتے بہت اوپر پانی کی سطح پر آگئی، کہا: اتنا ہوتا ہے؟ کہنے لگی: نہیں، اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے، کہنے لگی: جھوٹ بولتی ہو، دفع ہوجاؤ، اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا۔اسی لیے کسی آدمی کی محدود معلومات ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ کنویں کا مینڈک ہے۔لہذا آپ لوگ کنویں کے مینڈک نہ F ، یہ بھی نہ ہو کہ آپ روز ہی جاتے رہیں۔ مجھے اب بھی یاد ہے، طالب علمی کے زمانے میں ایک دفعہ میں چڑیا گھر گیا، جانوروں کو دیکھ لیا، بس اس کے بعد مجھے یاد نہیں ہے کہ میں دوبارہ گیا ہوں، ہاں کوئی مہمان آیا ہو تو میں لے گیا ہوں گا، ورنہ مجھے جانا یاد نہیں۔ کہنے کا مقصد یہ کہ آپ کے علم میں یہ سب آنا چاہیے۔

علم کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

آپ نے وہ واقعہ سنا ہوگا کہ جب مدرسہ نظامیہ بغداد میں بنا تو اس وقت کے امیر المؤ Ý نے ایک دن چاہا کہ میں دیکھوں کہ طلبہ کیا کر رہے ہیں، چنانچہ اس نے لباس بدل کے سادے لباس میں آیا اور چکر لگانے لگا، دیکھا کہ طلبہ جگہ جگہ پڑھ رہے ہیں اور مطالعہ کر رہے ہیں، ایک کے پاس گئے: السلام علیکم

وعلیکم السلام، کیا پڑھ رہے ہو؟ فلاں کتاب پڑھ رہا ہوں، کیوں پڑھ رہے ہو؟ کسی نے کہا کہ میں فقیہ بنوں گا، کسی نے کہا کہ میں قاضی بنوں گا، اس وقت جو دینی مناصب تھے وہ ذکر کیے، اس کا دل ایسا پسیج گیا کہ کہنے لگا کہ جس مدرسے میں پڑھنے والوں کا یہ حال ہو اس کو ختم کردینا چاہیے۔ حالانکہ یہ دینی مناصب تھے، لیکن ضرورت دنیا کی ہوگئی نا، خیر چلتے چلتے دیکھا کہ آگے ایک صوفی بیٹھا ہوا ہے، وہ بھی مطالعہ کررہا ہے، دل میں آیا کہ چلو بھئی! اس صوفی سے بھی پوچھ لو، السلام علیکم وعلیکم السلام، ہاں بھئی کیا پڑھ رہے ہو؟ فلاں کتاب پڑھ رہا ہوں، کیوں پڑھ رہے ہو؟ اب اس کا جواب سنئے کہ میں اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا اور مجھے مکلّف بنایا ہے، میں معلوم کروں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کیا چاہتا ہے، جو کام کرنے کے ہیں، وہ میں کروں گا اور جن سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں رک جاؤں تو میں رک جاؤں گا۔ اب اس کی رائے بدل گئی، اور وہ کہنے لگا کہ جس ادارے میں اس طرح کا ایک بھی طالب علم ہو اس کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ جانتے ہو کہ آخر میں وہ صوفی کون بنا؟ وہی ''امام غزالیؒ'' بنے، کتنا بڑے انسان بنے! کتنی کتابیں اور کتنے انہوں نے کام کیے، کہنے کا مقصد یہ کہ ہمارا مقصد دین پڑھنا ہو، میں کہا کرتا ہوں: ''وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ''... ''تقوی حاصل کرو، اللہ تمہیں علم دے گا۔'' اور تقویٰ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ فرائض کی پابندی کرے، نماز باجماعت کا اہتمام کرے، ان شاء اللہ جب تقویٰ آئے گا تو اللہ تعالیٰ علم بھی دے گا۔

علم پر عمل لازم سمجھیں:

دیکھو! ہمارا یہ دین پاکیزہ دین ہے اور پاکیزہ علم ہے، یہ پاکیزگی چاہتا ہے، اس لیے ہر طالب علم کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر وقت باوضو رہے، طہارت میں رہے، جی ہاں! جب ضرورت پڑ جائے تو ٹھیک ہے جا کر دوبارہ تازہ وضو کرلو۔ میں اکثر یہ نسخہ آپ کو بیان کیا کرتا ہوں، تاکہ زیادہ دیر تک انسان باوضو رہے کہ آپ کھانے میں ذرا سی کمی کردیں، دو روٹیاں کھاتے ہیں تو ڈیڑھ کھالو، ڈیڑھ والا سوا کھالے، ان شاء اللہ! آپ دیر تک باوضو رہیں گے۔ بہرحال آپ جتنی چیزیں اپنے اساتذہ سے سنتے ہیں، کتابوں میں جو پڑھا ہے، اس پر عمل شروع کرو، ان شاء اللہ! اس سے علم میں برکت آئے گی، ایک عالم نے لکھا ہے کہ یہ دجلہ بغداد جو کسی زمانے میں اسلامی مملکت کا مرکز تھا، اس میں آج بھی دریائے دجلہ بہہ رہا ہے، آدھا شہر ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہے، اس زمانے میں پل نہیں تھے، بلکہ کشتیاں تھیں اور کشتیوں میں ایک طرف سے دوسری طرف آتے جاتے تھے، ماشاء اللہ بڑے بڑے پل اور موٹروے بن گئے ہیں، اب ایک عالم ایک کنارے پر کھڑا تھا اور کشتی والا کشتی بان دوسری طرف کھڑا تھا، اب اس کو چھینک آئی تو اس نے کہا: الحمد للہ! اس کی آواز اس کو پہنچ گئی، لیکن یہ بے چارا بڑی عمر کا ہوگا، اس تک اس کی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی تو اس نے ایک کشتی کرائے پر لی اور کہا کہ مجھے وہاں لے کر چلو، اور قریب جا کر کہا: یرحمک اللّٰہ! یہ ہے دین پر عمل۔ تو یہ نیت کرلو کہ جو ہم پڑھیں گے اس پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ جب علم پر عمل ہوگا تو اللہ برکت دے گا اور مزید عمل کی توفیق بھی ہوگی۔ میں اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین!